



آزار آگہی

مفتی منیب الرحمن

ڈونلڈ ٹرمپ کی شمالی کوریا کو دھمکیاں:

آج کل اپنے میڈیا سے طبیعت اکتائی ہوئی ہے، اس لیے جب وقت ملتا ہے تو سی این این، بی بی سی، آر ٹی اور الجزیرہ ٹیلی ویژن کے ٹکر اور بریکنگ نیوز دیکھ لیتے ہیں۔ شمالی کوریا پر امریکہ نے ایٹم بم اور میزائل بنانے کے جرم میں پابندیاں عائد کر رکھی ہیں، لیکن اُن پر اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہو رہا، بلکہ شمالی کوریا کے صدر کم یانگ اون امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو اُن سے زیادہ سخت لہجے میں جزیرہ گوام پر میزائل گرانے کی جوابی دھمکیاں دیتے ہیں۔ گوام میں امریکہ کا فوجی اڈہ ہے، چھ ہزار فوجی ہیں اور ان میں مزید پانچ ہزار کا اضافہ زیرِ غور ہے، اس کی مجموعی آبادی تقریباً ایک لاکھ پینسٹھ ہزار ہے۔ اس جزیرے کا شمالی کوریا سے فاصلہ 3430 کلومیٹر ہے۔ ٹرمپ نے Fire & Fury یعنی آتش بارود اور آتش غیظ و غضب کی دھمکی دی، انہوں نے مزید کہا: ”Our Military is unlocked & loaded“، یعنی ہماری فوج اسلحہ سے لیس ہے اور حملہ کرنے کے لیے تیار ہے، انہوں نے یہ بھی کہا: ”ہم شمالی کوریا کو نشانِ عبرت بنادیں گے جو صدیوں تک یاد رکھا جائے گا“، لیکن شمالی کوریا کے صدر ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ یہ بھی دکھایا گیا کہ جاپان اپنے Interception میزائل یعنی دشمن کے فائر کیے ہوئے میزائل کو ہدف تک پہنچنے سے پہلے فضا میں نشانہ بنا کر تحلیل کرنے والے دفاعی میزائل کو ہائی الرٹ پوزیشن میں نصب کر رہا ہے۔ صدر ٹرمپ نے چین کے صدر شی جن پنگ سے بھی ٹیلی فون پر رابطہ کیا کہ وہ شمالی کوریا کے صدر کو فہمائش کریں اور انہیں کہیں کہ ہوش کے ناخن لیں، جواب میں صدر چین نے کہا: آپ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں، جنوبی کوریا کی قیادت بھی تحمل کا مشورہ دے رہی ہے۔

یہ ساری تفصیل آپ کو اس لیے بتائی جا رہی ہے کہ اگر کوئی مسلمان ملک ہوتا تو ردِ عمل کا انتظار یا فریفتہ مخالف کو انتباہ کیے بغیر فوراً اُسے تو را بورا بنا دیا جاتا اور ”مدر آف آل بزم“ گرانے میں بھی دیر نہ کی جاتی، لیکن یہاں مسئلہ مختلف ہے۔ وینزویلا کے صدر ہوگو شاہویز نے اُس وقت کے امریکی صدر بوش کو اہلیس کہا تھا۔ پس بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ سارا عالم کفر اپنے تمام تر اختلافات اور مفادات کے ٹکراؤ کے باوجود اسلام کے مقابلے میں ملتِ واحدہ بن جاتا ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچ ہے: ”بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ“ ترجمہ: وہ ایک دوسرے میں سے ہیں، (التوبہ: 67)؛ کیا کسی بھی ذی شعور کو اس حقیقت کا ادراک کرنے کے لیے کسی مزید دانش کی ضرورت ہے۔

امریکی میڈیا:

ہمارے ہاں میڈیا کی باہمی رقابت تو روزمرہ کا معمول ہے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ آج کل امریکہ میں بھی یہ منظر دکھائی دیتا ہے۔ روایتی طور پر امریکہ کا سی این این ٹیلی ویژن ڈیموکریٹک پارٹی کا حامی اور فوکس ٹیلی ویژن ریپبلکن



پارٹی کا ہمنوا ہے۔ پس امریکہ کے تناظر میں سی این این لبرل نظریات کا علمبردار ہے اور فوکس کنزرویٹو یعنی قدامت پسند نظریات کا علمبردار ہے، یہی تقسیم برطانیہ کی لیبر پارٹی اور کنزرویٹو پارٹی میں ہے۔

RT ٹیلیوژن پر زوردار مباحثہ چل رہا تھا کہ CNN دراصل Counterfeit News Network ہے، Counterfeit کے معنی ہیں: بناوٹی، نقلی، جعلی اور کھوٹا۔ بتایا جا رہا تھا کہ سی این این کے پروڈیوسر ”وان جونز“ کو آن کیمرا یہ کہتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا: Russian gate was propoganda tool for rating، یعنی امریکی صدارتی انتخاب کے موقع پر امریکی الیکشن کمیشن کے سافٹ ویئر پروڈونلڈ ٹرمپ کے حق میں روسی دخل اندازی کا پروپیگنڈا دراصل ریٹنگ حاصل کرنے کے لیے تھا اور صدر ٹرمپ بھی اسی لیے ان کو Fake یعنی جعلی میڈیا کہتا ہے، جیسے ہمارے ہاں انڈین ایجنٹ یا امریکی ایجنٹ یا حکومت کا گماشتہ اور لافاذہ جڑل ازم کی سمجھتی کسی جاتی ہے، RT ٹیلی ویژن پر سی این این کے لیے لبرل کی پھیلتی کسی جاری تھی، جب کہ ہمارے ہاں لبرل ازم کو ترقی اور دانش مندی کی معراج سمجھا جاتا ہے۔

ورجینیا اسٹیٹ میں نسلی تشدد:

امریکی ریاست ورجینیا کے شہر شارلٹ ول (Charlottesville) میں سفید فام نسل پرستوں (Racists) نے 12 اگست کو پر تشدد مظاہرے کیے، تین آدمی مارے گئے اور درجنوں زخمی ہوئے، ورجینیا کے گورنر میری مکولف نے شہر میں ہنگامی حالت نافذ کر دی۔ ابتدا میں صدر ٹرمپ نے تشدد (Violence)، نسلی تعصب (Bigotry) اور منافرت (Hatred) کی مذمت کی، مگر سفید فاموں کی نسلی بالادستی کے علمبردار Superimacist گروہ کی مذمت نہیں کی، بلکہ اس کے برعکس اس گروہ کے رہنما نے ٹرمپ کو ٹویٹ کیا: ”یاد رکھیے! آپ کو وائٹ ہاؤس میں ہم نے داخل کیا ہے“، چنانچہ سی این این پر ٹرمپ کے اس رویے کی مذمت شروع ہو گئی، پھر صدر ٹرمپ نے عمومی مذمت کی، مگر بعد میں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ پہلے بائیں بازو کے انتہا پسندوں نے سفید فام ہیرو ”رابرٹ لی“ کا مجسمہ گرایا اور درجہ عمل میں سفید فام انتہا پسندوں نے تشدد کیا، لہذا ہم دونوں کے تشدد کی مذمت کرتے ہیں، یعنی انہوں نے ظالم و مظلوم اور جارح و مجروح کو ایک صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ اس پر بعض ریپبلکن رہنماؤں بالخصوص امریکن فیڈریشن آف لیبر اینڈ کانگریس آف انڈسٹریل آرگنائزیشن کے صدر رچرڈ لوئس فرمکانے احتجاجاً اپنے منصب سے استعفیٰ دے دیا۔ جمعرات کی صبح سی این این پر ٹرمپ کی مذمت کے ٹکڑے چل رہے تھے کہ انہوں نے اپنے رویے پر کسی ندامت کا اظہار نہیں کیا۔

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ 2016 کے امریکی صدارتی انتخابات میں ڈونلڈ ٹرمپ نے سفید فام اکثریت میں نفرت کے جذبات کو ابھارا اور خوف دلایا کہ وہ اقلیت میں تبدیل ہو سکتے ہیں، اُن کے روزگار کے مواقع پر تارکین وطن اور دوسرے طبقات قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ اس حربے سے کام لے کر جناب ڈونلڈ ٹرمپ صدر تو منتخب ہو گئے، مگر اب نسلی جنون کا جن بوتل سے باہر آ گیا ہے۔ اب امریکی معاشرے میں تشکیک و افتراق اور شکست و ریخت کے آثار واضح ہیں۔ دوسری جانب ٹرمپ نے سفید فام امریکیوں کے دلوں میں صنعتوں کو واپس لانے اور روزگار کے وسیع پیمانے پر مواقع پیدا کرنے کی جو بھوت جگائی تھی، اس کی چمک بھی اب ماند پڑ رہی ہے، کیونکہ یہ نعرہ ہے تو یقیناً پرفریب، مگر اس خواب کی تعبیر ملنا مشکل ہے۔

البتہ صدر ٹرمپ لوگوں کو ذہنی طور پر مصروف رکھنے کے لیے نئے مسائل سامنے لاتے رہتے ہیں، اب انہوں نے چین پر سرقہ



دانش (Intellectual Theft) کا الزام لگایا ہے اور چین کی تجارت کے بارے میں تحقیق کا حکم جاری کیا ہے، ظاہر ہے کہ دانش کا سرکہ اہل دانش ہی کر سکتے ہیں۔ امریکیوں کا چین سے گلہ یہ ہے کہ وہ ٹیکنالوجی ایجاد کرنے کے لیے کروڑوں ڈالر کی سرمایہ کاری کرتے ہیں اور چین اُس کی نقالی (Replication) کر کے مفت میں مال بنارہا ہے، یعنی: ”ہینگ لگے نہ بھٹکدو رنگ چوکھا آئے“۔
حرب النجوم:

سابق امریکی صدر رونلڈ ریگن نے سب سے پہلے ”اسٹار وار“ کا نظریہ پیش کیا تھا اور اب یہ حقیقت بنتا جا رہا ہے۔ آج پوری دنیا کے سول اور دفاعی اعصابی نظام کا مدار کمپیوٹر اور سیٹلائٹ (خلا میں معلق مصنوعی سیارچے) پر ہے، اور تو چھوڑیے! گاڑیوں میں نصب نیویگیشن سسٹم کو بھی سیٹلائٹ کے ذریعے کنٹرول کیا جا رہا ہے، اس میں جو پتا فیڈ کیا جائے، نیویگیٹر گاڑی کو اس دروازے کے سامنے لاکھڑا کر دیتا ہے۔ جدید میزائل اور ایٹمی میزائل بھی اسی حساس اطلاعاتی نظام کے ساتھ مربوط ہوتے ہیں، فرق یہ ہے کہ امریکی ٹیکنالوجی سب سے بالاتر ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آئندہ کسی ممکنہ عالمی جنگ کی صورت میں بڑی طاقتیں ایک دوسرے کے سیٹلائٹس کو اپنے میزائلوں سے نشانہ بنائیں گی تاکہ دشمن کا اعصابی حربی نظام مفلوج ہو جائے اور اس کی بالادستی ختم ہو جائے، واللہ اعلم بالصواب۔
جنگ کی نجکاری:

امریکہ افغانستان میں اپنی شکست پر دل گرفتہ ہے، دہے لفظوں میں شکست کا اعتراف بھی کیا جا رہا ہے، صدر ٹرمپ نے افغانستان کے لیے نئی پالیسی مرتب کرنے کا دعویٰ کیا ہے، اس پر بھی غور ہو رہا ہے کہ مزید افواج افغانستان بھیجی جائیں، الغرض پینٹا گون بھی دباؤ میں ہے۔ دوسری جانب امریکی میڈیا پر ایک خبر یہ آرہی تھی کہ بلیک وائر جیسے اداروں نے امریکہ کو پیش کش کی ہے کہ وہ افغانستان کی جنگ کو فریاد نہ کر کے اسے بلیک وائر ایسے پرائیویٹ اداروں کو ٹھیکے پر دیدے، ظاہر ہے اس سے پینٹا گون کی سبکی ہوگی اور اس کے واضح معنی دہشت گردی کو قانونی حیثیت دینا ہوگا۔ بلیک وائر ایسے ادارے بڑی تعداد میں نجی لوگوں کو دہشت گردی کی ٹریننگ دے کر پاکستان اور افغانستان بھیجیں گے اور وہ اپنے مقامی ایجنٹ بھی بھرتی کریں گے، جنہیں Mercenary یعنی کرائے کی فوج کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ریمینڈ ڈیوس کی طرح معاشرے میں نفوذ کر کے اپنے اہداف کو نشانہ بنائیں گے۔ ظاہر ہے وہ جدید ترین اسلحہ، دفاعی اور مواصلاتی نظام سے لیس ہوں گے، ہمارے انٹیلی جنس اور دفاعی اداروں کو اس کی پیٹنگی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے امریکہ غیر علانیہ طور پر ایک متوازی نظام کے طور پر اس کا تجربہ کرے۔ امریکہ اور مغربی معاشرے کا ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ وہ اپنی ناکامیوں کا اعتراف کر لیتے ہیں، جیسے اسرائیل نے حزب اللہ کے خلاف اپنی ناکامی کا اعتراف کیا تھا۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی کمزوریوں کا ازالہ کرنے کے لیے تدبیریں اختیار کرتے ہیں۔ مگر ناکامی کا اعتراف کرنے کے لیے بھی حوصلہ چاہیے، جب کہ ہماری تاریخ شاہد ہے کہ ہم اس حوصلے اور حقیقت پسندی سے عاری ہیں۔

پروفیسر حفیظ تائب نے کہا تھا:

سچ مرے دور میں جرم ہے، عیب ہے، جھوٹ فنِ عظیم آج لاریب ہے
ایک اعزاز ہے جہل و بے روی، ایک آزار ہے آگہی یانہی ﷺ

(روزنامہ دنیا، 19 اگست 2017ء)

زاویہ نظر
مفتی منیب الرحمن

muftinaeemia@yahoo.com